مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی (مانچسٹر، انگلینڈ)

خلیج میں آگ اور خون کی ہولی کھیلنے کا

ایک اور امریکی منصوبہ

بوسنیا کی حالتِ زار پر اقوام عالم کی دوغلی پالیسی

اسلامی ممالک کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

امریکہ نے ایک مرتبہ پھر دھمکی دی ہے کہ اگر عراق نے مختلف عمارتوں کی تلاشی دینے سے انکار کیا تو اس کے خلاف فوجی قوت استعمال کی جائے گی، نیویارک ٹائمز نے انکشاف کیا ہے کہ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کو عراقی وزارتوں کی دوسری عمارتوں کے معائنہ کی اجازت دینے کے مطالبہ کو تنازعہ کی صورت دیکر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی جس میں امریکہ عراق کے خلاف ایک اور فوجی کارروائی کا جواز تلاش کر سکے۔ امریکہ کے سرکاری حکام نے کہا کہ امریکہ پیر کے روز یہ تنازعہ شروع کرے گا جو آئندہ دنوں میں عراقی شہروں پر فضائی حملوں پہ منتج ہو سکتا ہے۔ (جنگ لندن ۱۰ اگست)

امریکی حکام کا یہ انکشاف حقیقت کا روپ دھارنے لگا ہے۔ ۱۰ اگست کی رات بی بی سی کے پروگرام (NEWS NIGHT) میں امریکی صدر جارج بش کا انتخابی بیان اور اس کے انٹرویو کے چند اقتباسات نقل کئے گئے جس میں امریکی صدر نے عراق پہ حملہ کی ایک وجہ یہ بھی بتلائی کہ عراقی حکومت شیعوں کے خلاف فوجی قوت استعمال کر رہی ہے اور ان پہ مسلسل حملے کئے جا رہے ہیں جو انسانی حقوق اور خلیجی جنگ کے معاہدے کی خلاف ورزی ہے انہوں نے پھر سے دھمکی کا اعادہ کیا کہ عراق کی حکومت کسی غلط فہمی میں نہ رہے اگر اس نے سیدھی طرح اقوام متحدہ کی (یعنی امریکی) خواہش و مطالبہ کا احترام نہ کیا تو عنقریب اس کا خمیازہ بھگت لے گا۔

امریکی صدر کے اس اعلان سے چند گھنٹے قبل برطانوی وزیر اعظم مسٹر میجر نے (جو اپنی تعطیلات گزارنے کے لیے اسپین گئے ہوئے تھے) اپنی تعطیلات منسوخ کر دیں اور فوری طور پہ برطانیہ واپس آگئے اور اس کے چند گھنٹوں کے بعد وزیر دفاع وزیر خارجہ اور دوسرے اہم اراکین کے ساتھ عراقی مسئلے پر نہایت اہم گفتگو کی۔

مندرجہ بالا خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک پھر سے ایک مرتبہ خلیج میں آگ و خون کی ہولی کھیلنے کی بڑی شدت سے خواہش رکھتے ہیں اور اس مرتبہ وہ تمام ذرائع و وسائل استعمال کرنا چاہتے ہیں جس کے ذریعہ عراقی حکومت اور وہاں کے مسلمان باشندوں کا صفایا کر دیا جائے اس حملہ کا جواز بس صرف یہی دکھایا جا رہا ہے کہ عراق نے اقوام متحدہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور شیعہ لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے تاکہ دنیا والے

یہ یقین کرلیں کہ امریکہ اور یورپ مظلوموں کے ساتھ کتنی محبت کرتے ہیں اور ان کی حمایت میں کیا کچھ کر گزرتے ہیں۔

لیکن! یہی اقوام متحدہ (امریکہ) اور یورپ بوسنیا میں ہونے والے ہولناک حالات، دلدوز مناظر، انسانیت سوز مظالم پر آنکھ بند کرچکا ہے۔ یورپ کے وسط میں واقع بوسنیا کے مسلمانوں کی چیخیں نہیں سنتے کیونکہ وہ بہرے ہیں، ان کی عورتوں کی عصمت دری، ان کے بچوں کا قتل عام نہیں دیکھ رہے کیونکہ وہ اندھے ہوچکے ہیں اگر وہ اندھے بہرے نہ ہوتے، ان کے دلوں میں حقوق انسانیت کے تحفظ کا ذرا بھر بھی جذبہ ہوتا تو وہ یہاں بھی اسی طرح۔ بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ درجے پر فوجی قوت کا استعمال شروع کردیتے جیسی عراق کے خلاف استعمال کی جارہی ہے، نہ امریکہ راضی ہے نہ برطانیہ تیار اور نہ ہی اقوام متحدہ کو اس کی فکر اور دھیان بلکہ ان تمام صلیبی قوتوں نے فوجی کارروائی کو خارج از امکان ہی قرار دے دیا، امریکی صدر نے بڑے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ ہم ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی چھاپہ مار جنگ شروع نہیں کرسکتے، انہوں نے فوجی قوت استعمال کرنے کی تجویز کو بھی رد کردیا۔ برطانیہ کے وزراء بھی اس کے لیے تیار نہیں۔ (جنگ لندن ۸ راگست)

اس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت صلیبی قوتیں کس طرح ہاتھ دھو کر مسلمانوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں۔ عراق کے خلاف فوجی قوت استعمال کرنے میں بھی مسلم دشمنی کا اظہار اور یورپ میں بوسنیا کے مخالف قوتوں کے خلاف فوجی قوت استعمال نہ کرنے میں بھی مسلم دشمنی کا کھلا کھلا اظہار موجود ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

غور فرمایئے! بوسنیا اور کویت کے حالات میں کیا فرق ہے؟ کویت پر پڑوسی ملک عراق نے فوج کشی کی۔ املاک وجائیداد کو نقصان پہنچایا، کویتی مسلمانوں کو قتل کیا گیا، اقوام متحدہ اور یورپی ممالک کی راتوں کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ دھڑا دھڑ قراردادیں پاس کروائی گئیں اور اس عجلت میں سب کچھ کیا گیا کہ دنیا والے حیران ہیں۔ پھر وقت آیا عراق کی زمین خون مسلم سے رنگ دی گئی۔ اس کی فضا جنگی جہازوں کی آوازوں سے گونجنے لگی۔ اور کویت آزاد کرا لیا گیا اور دنیا والوں کو بتلایا گیا کہ اقوام متحدہ، امریکہ اور یورپ مظلوموں کا حامی ہے، ظالموں اور غاصبوں کا دشمن ہے، وہ امن کا خواہش مند ہے۔

مگر اب! ہاں اب بوسنیا کے مسلمانوں کو آزادی کا اعلان کرنے پر کچھ ہی عرصہ گزرا ہے آس پاس میں موجود ممالک کی مدد سے سربیا نے اس آزاد مملکت کی آزادی کو ختم کرنے کی ٹھان لی، اس کے ایئرپورٹ پر قبضہ کر لیا گیا ہر قسم کا امدادی سامان شہر میں داخل ہونا ممنوع قرار دے دیا۔ نہیں نہیں، بلکہ ان پر حملہ کیا گیا، ان کے نوجوانوں کے بدن زخمی اور چھلنی کیے گئے۔ ان کی عورتوں کی عزت وعصمت تار تار کی گئی۔ ان کے ہسپتالوں پر بمباری کرکے مریضوں کو ہر قسم کی ادویات سے محروم کردیا گیا۔ ایک ایک مسلم خاتون پر سربوں کا ایک پورا گروہ حملہ کر رہا ہے اور اجتماعی عزت لوٹی جارہی ہے۔ ان کے معصوم بچوں کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جارہے ہیں مساجد اور دینی اداروں پر آتشیں

اسلحہ بے دریغ استعمال کیا جارہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہر روز اوسطاً ۴۰ مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا جاتا ہے۔ یورپی اخبارات، یورپی رسائل، یورپی T.V اور یورپ کے دیگر ذرائع ان حقائق و شواہد کو منظر عام پر لا چکے ہیں دنیا والے کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ کر چکے ہیں اقوام متحدہ کے نام نہاد زعماء کے سامنے انسانیت سوز مظالم کی فائل پڑی ہے مگر انہیں فرصت نہیں، ان کے پاس وقت نہیں ہے کہ ان فائلوں پر ایک نظر ڈال لیں۔ ان کے پاس بان نہیں ہے کہ فوجی قوت استعمال کرنے کی دھمکی دے دیں نہ امریکہ تیار ہے نہ یورپ کے حکمرانوں کو احساس ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ یہ کھلی منافقت اور مسلم دشمنی کا اعلانیہ اظہار ہے۔ اور صلیبی قوتوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر صورت میں مسلمانوں کا صفایا اور ان کا اسلامی تشخص ختم کر دینا ہی ان کا مقصد وحید ہے۔

برطانوی وزیر لنڈا چاکر نے برطانوی وزیر اعظم کو بوسنیا کے حالات کی اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ سرب فوجیں مسلمانوں کے گھروں پر حملے کر کے جنگی جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں انہوں نے بتلایا کہ بوسنیا میں سربی مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم کر رہے ہیں۔ سرب رات کے وقت مسلمانوں کے گھروں پر فائرنگ کرتے ہیں جب دوسری صبح ان گھروں کے مسلمان مسکین اپنی املاک چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں تو ان کے مکانوں کو اندر سے آگ لگا دی جاتی ہے۔ جس سے ہر چیز تباہ ہو جاتی ہے۔ لنڈا چاکر نے کہا کہ جنیوا کنونشن کے تحت بلاشبہ یہ جنگی جرائم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سرب فوجی مسلمانوں کا صفایا کرنے کی پالیسی پر کاربند ہیں۔ (جنگ لندن ۱۷ ، جولائی)

اس رپورٹ کا آخری حصہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے اور ظلم و ستم کے اسباب اور وجوہات کا صحیح تعین کرتا ہے یعنی سربی رہنماؤں (اور آس پاس کے یورپی حکمرانوں) کا یہ منصوبہ ہے کہ یورپ کے وسط میں مسلمانوں کو کسی صورت میں ابھرنے نہ دیا جائے نہ ان کی مملکت موجود ہو اور نہ ہی ان کا نقشہ، کیونکہ یورپ میں مسلمان مملکت کا وجود آج نہیں تو کل رنگ ضرور لائے گا اور یورپی منصوبوں پر پانی پھیر کر رکھ دے گا۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف پوری شدت سے منصوبہ بندی کی جائے تاکہ آئندہ سر اٹھانے کی جرأت ہی نہ کر سکیں۔

سیاسی مبصرین اور یورپی اخبار نویس جنہوں نے ابھی بوسنیا کا دورہ کیا اور سربی اور دیگر مسلم دشمن رہنماؤں کے خیالات معلوم کئے ہیں انہوں نے اپنی رپورٹوں میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف حملہ آور گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ بوسنیا کے مسلمانوں کو کسی قیمت پر ایک اسلامی مملکت بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور ٹی وی کی ایک رپورٹ کے مطابق ان کی کوشش ہو گی کہ آس پاس کے دو پڑوسی ملک اس کی تقسیم کر لیں اور بوسنیا کے مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بننے پر مجبور کر دیں۔ بصورت دیگر ان سب کو یہاں سے نکال کر ہی دم لیا جائے گا۔ اسی طرح روزنامہ گارڈین کے ایک رپورٹر نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ سرب بیلکے فوجی سمجھتے ہیں کہ وہ اس لیے اس جنگ میں مصروف ہیں کہ ان کے ملک کو مسلمان بنیاد پرستوں سے بچایا جائے۔ اگر مذاکرات بھی ہوں گے تو بھی

اصل مقصد یہی ہوگا کہ بوسنیا سے زیادہ سے زیادہ علاقے پر قابض ہوجائیں اور وہاں کے مسلمان باشندوں کو نکال کر ان کی جگہ سربیا کے لوگوں کو آباد کر دیں تاکہ یورپ میں کوئی اسلامی مملکت وجود میں نہ آسکے۔

بی بی سی کی عالمی خبروں میں جو ۱۲ اگست کی رات (NEWS NIGHT) میں نشر کی گئی میں بھی سربیا کے ایک ممتاز لیڈر کے تقریباً یہی الفاظ دہرائے گئے تھے جس کا خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے کہ یورپ میں مسلم بنیاد پرستوں کی قوت ابھرنے نہ پائے۔

یہ ہے وہ مقصد وحید جس کے حصول کے لیے ہر مسلم دشمن قوتیں اور قوتیں جدوجہد کر رہی ہیں خواہ وہ عراق کی صورت میں ہو یا بوسنیا کی شکل میں آئے، ایک جگہ فوجی قوت استعمال کی جارہی ہے اور ایک جگہ اس سے گریز کیا جارہا ہے۔ حالانکہ حالات بالکل بلکہ اس سے کئی گنا بدتر بھی ہیں مگر معیار بدل جاتا ہے کیونکہ مقصد ایک ہے وہ ہے مسلم دشمنی اور مسلم کشی۔

ہمیں افسوس اقوام متحدہ، امریکہ اور یورپ پر نہیں کیونکہ ان کی بے شرمی واضح ہے۔ حیرت وصد افسوس تو عالم اسلام پر ہے وہ ان حقائق کو جاننے کے باوجود بے حس ہے۔ وہ بھی شاید اندھے بہرے ہوچکے یا کر دیئے گئے ہیں۔ روحانی وسائل کا فقدان تو تھا ہی، مادی وسائل رکھنے کے باوجود ان کا استعمال ان کے بس کی بات نہیں۔ امریکہ اور برطانیہ جس کو کچلنے کے لیے ٹوٹ پڑے عالم اسلام کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر دیتا ہے اور یہی صلیبی قوتیں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے یہ راگ الاپنا شروع کر دیتی ہے کہ یہ انٹرنیشنل کمیونٹی کا فیصلہ ہے۔ امریکی صدر اور برطانوی وزیر اعظم ہر انٹرویو میں یہ کہتے نہیں تھکتے کہ یہ انٹرنیشنل کمیونٹی کا فیصلہ ہے حالانکہ یہ فیصلہ صرف صلیبی قوتوں کا ہوتا ہے۔ اور عالم اسلام کو اس کی مخالفت تو درکنار یہ کہنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ ہمارا اس بارے میں کیا موقف ہے ؟

عراق کو انٹرنیشنل کمیونٹی کے نام پر کچلا جارہا ہے لیبیا کے خلاف بھی یہی نعرہ لگایا گیا بوسنیا کے مسلمانوں کی فوجی حمایت نہ کرنے کی بھی یہی وجہ بتلائی جارہی ہے۔ کیا عالم اسلام اس فیصلے پر راضی ہیں ؟ اگر نہیں تو پھر اقوام عالم کو کیوں نہیں بتایا جاتا ؟ کیوں اس فیصلے کے خلاف مشترکہ آواز نہیں اٹھتی ؟ ہمارے نزدیک یہ امر انتہائی بے حسی اور بدترین غفلت پر دلالت کر رہے ہیں اگر ہم اب بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوتے اور بے حسی کی یہ مہر نہ ٹوٹی تو آج عراق اور بوسنیا کی باری ہے کل انہی ممالک کو ان حالات میں مبتلا کر دیا جائے گا پھر سوائے رسوائی و ذلت اور حسرت و یاس کے اور کچھ بھی ہاتھ نہ آسکے گا۔ تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔ وما علینا الا البلاغ

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اس سے آپ کو بھی سہولت ہوگی اور ادارہ کو سہولت رہے گی۔ ----- (ادارہ)